حکمتِ سیّد مودودیؒ

اسلامی تہذیب کا نصب العین اور اُس کی خصوصیات

(ادارہ)

نصب العین کا سوال درحقیقت تصورِ حیات کے سوال سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ہم دُنیوی زندگی کے متعلق جو تصور رکھتے ہیں، اور دُنیا میں اپنی حیثیت اور اپنے لیے دُنیا کی حیثیت کا جو نظریہ ہمارے ذہن میں ہے، وہی فطری طور پر زندگی کا ایک نصب العین پیدا کر دیتا ہے اور ہم اپنی تمام قوتیں اسی نصب العین کی تحقیق کی راہ میں صرف کرنے لگتے ہیں۔ اگر دُنیا کو ہم اپنے لیے ایک چراگاہ تصور کرتے ہیں اور ہمارے ذہن میں زندگی عبارت ہے ایک مہلت سے جو ہم کو کھانے پینے اور لذاتِ دُنیا سے متمتع ہونے کے لیے ملی ہوئی ہے تو بلاشبہ یہ حیوانی تصور ہمارے نفس میں زندگی کا ایک حیوانی نصب العین راسخ کر دے گا۔ اور ہم تمام عمر اپنے لیے حسی لذتوں کے سامان فراہم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ بخلاف اس کے کہ اگر ہم نے اپنے آپ کو پیدائشی مجرم اور فطری گنہگار سمجھا ہے، اور دُنیا کے متعلق ہمارا تصور یہ ہے کہ یہ کوئی عقوبت خانہ اور عذاب کا گھر ہے جہاں اس پیدائشی جرم کی سزا بھگتنے کے لیے ہم پھینک دیئے گئے ہیں، تو قدرتی طور پر یہ تصور ہمارے نفس میں اس عذاب سے رہائی حاصل کرنے کی خواہش پیدا کرے گا۔ اور اس بنیاد پر ہم نجات کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں گے۔ لیکن اگر دُنیا کے متعلق ہمارا تصور چراگاہ اور دار العذاب دونوں سے برتر ہو۔ انسان ہونے کی حیثیت سے ہم اپنے آپ کو حیوان اور مجرم دونوں سے زیادہ ارفع و اعلیٰ سمجھتے ہیں تو یقیناً ہمارے نفس کو مادّی لذات کی طلب اور نجات کے حصول دونوں سے زیادہ بلند نصب العین کی تلاش ہوگی اور کسی پست اور ادنیٰ مطمحِ نظر پر ہماری نگاہ نہ ٹھیرے گی۔